

تعدد ازواج

(بعض اعتراضات کا جائزہ)

سید جمال الدین عمری

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام سے پہلے عورت کی جو حالت تھی اسلام نے اس کی ضرور اصلاح کی اور اسے بعض وہ حقوق دئے جن سے وہ پہلے محروم تھی لیکن عورت کے ساتھ پورا انصاف نہیں کیا۔ اس نے مرد کو وہ حقوق دئے جو عورت کو نہیں دئے۔ اس طرح اس نے عورت اور مرد کے درمیان فرق باقی رکھا۔ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں ان پر کئی اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک اعتراض تعدد ازواج (POLY GAMY) پر ہے کہا جاتا ہے کہ وحدت ازواج (MONOGAMY) انسان کی فطرت ہے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ آدمی ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری کو اپنے گھر لے آئے اور وہ اس کی حریف اور مقابل کی حیثیت سے زندگی بھر اس کے ساتھ لگتی رہے۔

تعدد ازواج کوئی جرم ہے تو اس کا ارتکاب صرف اسلام نے نہیں کیا ہے۔ اس سے پہلے دنیا کی بیشتر قوموں میں اس کا رواج تھا۔ مختلف مذاہب کی قانونی سند اور اخلاقی جواز اسے حاصل تھا۔ اسے کوئی جرم یا گناہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ البتہ رامہا نہ مذاہب میں تعدد ازواج کیا معنی ازدواجی زندگی ہی کو ناپسند کیا جاتا تھا، عیسائیت کا فروغ ایک ماہانہ مذہبی حیثیت سے ہوا یہاں دیندار آدمی کے لیے ایک بیوی کی بھی بدزنجیر مجبوری اجازت تھی مغرب اپنی بے دینی اور احماد کے دعویٰ کے باوجود عیسائیت کے اثر سے آزاد نہیں ہوا۔ اس نے ایک زوجگی کے تصور کو تو گوارا کر لیا لیکن تعدد ازواج کا تصور اس کے حلق سے نیچے نہیں اتر سکا۔ جن قوموں کی گردن میں مغرب کا طوق غلامی تھا انھوں نے اس کی اس طرح تائید کرنی شروع کر دی جیسے پہلی مرتبہ آنکھیں کھلی ہوں اور عورت کی عظمت کا احساس ہوا ہو۔

تعدد ازواج کی طرف مرد کا رجحان

پہلے اسے آپ ایک مرد کے نقطہ نظر سے دیکھئے۔ اس میں شک نہیں کہ عام طور پر ایک مرد ایک ہی بیوی رکھتا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مرد کے اندر فطری طور پر ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کا رجحان ہے۔ وہ اگر ایک بیوی پر قانع بھی رہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کے اندر اس کی خواہش نہیں ہے۔ جن لوگوں کے اندر اس کا شدید رجحان ہے اگر تعدد ازواج کی اجازت نہ ہو تو انڈینہ ہے کہ وہ کسی غلط اور ناجائز طریقہ سے اس کی تسکین کا سامان ڈھونڈنے لگیں گے۔ چنانچہ مغرب کا تجربہ ہمارے سامنے ہے اس نے تعدد ازواج کو رد کیا تو زنا اور بے ضابطہ جنسی تعلق کو اسے برداشت کرنا پڑا۔ آج وہاں قانوناً آدمی کی ایک ہی بیوی ہے لیکن داشتائیں بہت ہیں اور وہ ان تمام حقوق سے محروم ہیں جو ایک بیوی کو از روئے قانون حاصل ہیں۔

تعدد ازواج مرد کی ایک ضرورت

تعدد ازواج کی طرف مرد کا رجحان ہی نہیں بلکہ بعض اوقات یہ اس کی ایک ضرورت بھی بن جاتا ہے۔ جنسی خواہش ایک فطری خواہش ہے۔ جن افراد میں یہ خواہش بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور جو اس پر قابو نہیں پاتے ان کے لیے ایک عورت کافی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت حیض، نفاس، حمل اور رضاعت سے سلسلہ گزرتی رہتی ہے۔ ان حالات میں عورت کے جنسی جذبہ کم زور پڑ جاتے ہیں اور وہ مرد کے جذبات کا پوری طرح ساتھ نہیں دے سکتی۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان ایام میں جنسی تعلق رکھنے میں بعض قباحتیں بھی ہیں۔ حیض اور نفاس کی حالت میں آدمی اس سے کراہت محسوس کرتا ہے اور یہ میاں بیوی کی صحت کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔ مدتِ حمل میں یہ تعلق بچہ کے لیے ضرر رساں ہے اور تجربہ بتاتا ہے کہ عورت اور مرد کا یہ جذباتی عمل بچہ کے اخلاق و عادات پر بھی برا اثر ڈالتا ہے۔

حمل، بچہ کی ولادت اور رضاعت کی وجہ سے عورت کا نظام جسمانی بہت متاثر ہوتا ہے اور عورت جلد بولہ بولہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ جب کہ اس کے مقابلے میں مرد تیر تک جوان رہتا ہے ان وجوہ سے اگر کوئی شخص ایک بیوی پر قانع نہیں ہے اور دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے

ہم غلط نہیں کہہ سکتے ہاں اس پر ضروریہ پابندی عائد کی جانی چاہیے کہ وہ دونوں کے حقوق ادا کرے اور ان میں سے کسی کی حق تلفی نہ کرے۔

عورت کے لیے تعدد ازواج کی افادیت

اب آپ اسے ایک عورت کے نقطہ نظر سے دیکھئے بعض اوقات تعدد ازواج خود عورت کے حق میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔

۱۔ انسان کے اندر اولاد کی خواہش بالکل فطری ہے۔ اگر کسی شخص کی بیوی بانجھ ہو اور اس سے اولاد نہ ہو رہی ہو تو اس کے سامنے دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ پہلی بیوی کے ساتھ ایک اور بیوی بھی رکھے۔ دوسری یہ کہ وہ پہلی کو طلاق دے کر دوسری سے شادی کر لے ظاہر ہے شاد و نادر ہی کوئی عورت پہلی صورت کے مقابلہ میں دوسری کو ترجیح دے گی۔

۲۔ عورت دائم المریض ہو یا کسی ایسے نسوانی مرض میں مبتلا ہو کہ اس سے ازدواجی نطفہ رکھنا مشکل ہو تو اس صورت میں کیا یہ بات اس کے حق میں مفید ہوگی کہ اسے طلاق دے کر مرد دوسری صحت مند عورت سے شادی کر لے یا یہ بات کہ وہ اسے اپنے حباؤ عقد میں رکھتے ہوئے دوسری سے نکاح کر لے؟

اس طرح کی صورتوں میں پہلی بیوی کے ساتھ یہ بڑی زیادتی ہوگی کہ شوہر کو اسے طلاق دینے پر قانوناً مجبور کیا جائے۔ یہ زیادتی اس وقت اور زیادہ گھناؤنی ہو جاتی ہے جب کہ وہ شوہر کے ساتھ رہنے کے لیے تیار ہو اور شوہر بھی اسے چھوڑنا نہ چاہتا ہو۔

تعدد ازواج ایک سماجی ضرورت کی حیثیت سے

بعض حالات میں تعدد ازواج سماج کی بھی ایک ضرورت بن جاتی ہے۔ ارا عام طور پر مردوں اور عورتوں کی تعداد برابر ہوتی ہے۔ لیکن جب کسی قوم کو جنگ سے سابقہ پیش آتا ہے تو زیادہ تر اس کے مرد ہی کام آتے ہیں اور وہ بھی جوان سال اور صحت مند اس سے عورتوں کا تناسب بڑھ جاتا ہے۔ جوان عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں اور جو بے شادی

ہوتی ہیں ان کے لیے مرد نہیں ملتے۔ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ جو عورتیں بیوہ یا بے شادی ہو ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ صورت بڑی خطرناک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی جنسی خواہش غلط طریقے سے پوری کرنے پر مجبور ہوں اور ہوس پرستوں کا آسانی شکار ہو جائیں۔ اس سے پورے معاشرہ میں بدکاری پھیلے گی اور اس کے خطرناک نتائج کا اسے سامنا کرنا پڑے گا۔ اسے کوئی صلح معاشرہ برداشت نہیں کر سکتا۔

۲۔ قوموں کی زندگی میں افرادی قوت (MAN POWER) اہم کردار ادا کرتی ہے دفاع کے لیے، صنعتی و زراعتی پیداوار اور اس کی ترقی کے لیے سماجی و معاشرتی خدمات کے لیے اس کی بنیادی اہمیت ہے۔ بعض خاص اوزناک حالات میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے افرادی قوت میں اضافہ کا ایک ذریعہ تعدد ازواج بھی ہے۔ اس لیے کہ عورت بالعموم چالیس پینتالیس سال کے بعد اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتی جب کہ مرد ستر سال کے بعد بھی اس قابل ہوتا ہے کہ عورت اس سے بار آور ہو سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی بیوی کی جب اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے اس وقت اگر کوئی شخص دوسری سے شادی کر لے تو پھر سے اولاد کا سلسلہ شروع ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جن قوموں کو افرادی قوت کی ضرورت ہوتی ہے انھیں تعدد ازواج کی ہمت افزائی کرنی پڑتی ہے۔

عورت ایک سے زیادہ شوہروں کی متحمل نہیں ہے

بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایک مرد کو کئی بیویاں رکھنے کا حق ہے تو عورت کو بھی یہ حق ملتا چاہیے کہ وہ ایک سے زیادہ شوہر رکھے۔

لیکن عورت کو یہ حق دے بھی دیا جائے تو شاید وہ اسے استعمال کرنے کی کبھی ہمت نہیں کر سکتی۔ ایک عورت کے کئی شوہروں (POLYANDRY) کا رواج بعض غیر متہن قبائل میں تو ہے لیکن متہن دنیا نے اسے کبھی اختیار نہیں کیا۔ متہن انسانی سماج نے اسے اس طرح رد کر دیا ہے کہ اب اسے وہ کبھی قبول نہیں کر سکتا۔

عورت کی فطرت بتاتی ہے کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی شوہر کی بیوی ہو سکتی ہے۔ چند شوہر کا

اس کی فطرت کے خلاف ہے۔

عورت پر خاندانی ذمہ داریوں کا بوجھ ہوتا ہے، حمل اور رضاعت کی تکلیفیں اسے اٹھانی پڑتی ہیں، بعض اوقات باہر کے کام انجام دینے پر بھی وہ مجبور ہوتی ہے اس لیے کئی مردوں کی جنسی خواہش کا پورا کرنا اس کے لیے بہت دشوار ہے اس سے اس کی صحت کے برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ اس سے بعض جنسی اور دماغی بیماریاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں چنانچہ تجربہ بتاتا ہے کہ جن عورتوں سے ایک سے زیادہ مردوں کا تعلق ہوتا ہے ان میں جنسی بیماریاں عام ہوتی ہیں اور وہ خانگی زندگی کے لیے فٹ نہیں ہوتیں۔

ایک عورت کے کئی شوہر ہوں تو اس سے بعض سماجی و معاشرتی مسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک مرد کی کئی عورتیں ہوں اور وہ ان سب سے تعلق رکھے تو سب اس سے بار آور ہو سکتی ہیں اس لیے ان میں سے جس سے بھی اولاد ہوگی اسی کی سمجھی جائے گی لیکن اگر ایک عورت کے کئی شوہر ہوں اور سب اس سے تعلق رکھیں تو ایک وقت میں وہ ان میں سے ایک ہی سے بار آور ہو سکتی ہے اس لیے یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کس سے بار آور ہوئی ہے اور اولاد کس کی ہے؟ اگر یہی بات متعین نہ ہو کہ بچہ کس کا ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ کس کی طرف منسوب ہوگا۔ کون اس کے اخراجات برداشت کرے گا، اس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کون لے گا۔ وہ کس کا وارث اور کون اس کا وارث ہوگا؟ اس طرح کے اور بھی سوالات ہیں جنہیں خاندان کے موجودہ نظام میں، جو مرد کی سربراہی میں قائم ہے، اور جسے دنیا نے خاندان کی صحیح شکل کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے، کبھی حل نہیں کیا جاسکتا۔

چند شوہری کے نظام سے معاشرہ پر بھی برے اثرات پڑ سکتے ہیں۔
۱۔ یہ مرد کی فطرت ہے چاہے وہ کتنا ہی برا کیوں نہ ہو کہ اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے کے تعلق کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ایک عورت کا کئی افراد سے تعلق ہو تو ان کے درمیان حسد اور رقابت کا جذبہ ابھرتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن جاتے ہیں اور بعض اوقات اس کے بڑے خوفناک نتائج بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان کی یہ کشمکش خود عورت کے لیے ناقابل برداشت اور اس کے سکون کو دوہم برہم کرنے والی ہو سکتی ہے۔ کہا جاسکتا

ہے کہ یہی دلیل تعدد ازواج کے بھی خلاف جاتی ہے، اس لیے کہ عورت بھی اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ اس کے شوہر کے کئی بیویاں ہوں اور اس کی محبت میں سب شریک ہو جائیں بلاشبہ یہ بات صحیح ہے لیکن اس کے باوجود عورت کا رد عمل مرد کے رد عمل کی طرح زیادہ شدید نہیں ہوتا اور اس کے اتنے سنگین نتائج بھی دیکھنے میں نہیں آتے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورت مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے میں حتیٰ بحال تصور کرتی ہے۔

۲۔ عورت کے اندر اللہ تعالیٰ نے شرم و حیا کا جذبہ رکھا ہے۔ یہ جذبہ بالکل فطری ہے اور خود بخود اس کے اندر سے ابھرتا ہے، ہزار کوشش کے باوجود مغرب اسے ختم کرنے میں بھی تک کامیاب نہیں ہو سکا ہے، اس جذبہ کی وجہ سے عورت مرد کی طرح اپنے جنسی جذبات کا آسانی سے اظہار نہیں کرتی بلکہ حتیٰ الوسع انھیں چھپاتی ہے، عورت کے اس حجاب کا معاشرہ کو زبردست اخلاقی فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ جنسی بے راہ روی کی طرف بے جھجک آگے نہیں بڑھ سکتی، ایک سے زیادہ مردوں سے تعلق اس کی اس خوبی کو مجروح کر دیتا ہے اور وہ بتدریج بے حیا ہوتی چلی جاتی ہے، عورت اگر حیا کا لباس اتار دے تو معاشرہ بڑی تیزی سے جنسی آوارگی کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔

تعدد ازواج عیاشی کے لیے نہیں ہے

اب آئیے اس اعتراض پر غور کیا جائے کہ تعدد ازواج بھی عیاشی ہی کی ایک صورت ہے، اس سے مرد کو جنسی ہوس رانی اور عیاشی کی کھلی چھٹی مل جاتی ہے، چنانچہ اس کے نتیجے میں جاگیر داروں اور رئیسوں نے حرم سرا میں بھریں اور عورتوں کے جھرمٹ میں زندگی گزار دی۔ اسلام نے تعدد ازواج کو تسلیم کر کے اسی نظام کی تائید و توثیق کی ہے اور عیاشی کے دروازے کھول دیئے ہیں کہ آدمی جیب چاہے جس عورت سے چاہے شادی کر لے اور چار کی گنتی پوری ہو جائے تو ایک کو طلاق دے کر دوسری کو لے آئے۔ جی چاہے تو سب کو خانہ بدر کر کے چلنی دہنوں سے عشرت کدہ آباد کر لے۔

یہ اعتراض یک زوجگی کے نظام (MONOGAMY) پر بھی کیا جاسکتا ہے، اگر

کوئی چاہے تو ہر فصل بہار میں پرانی بیوی کو رخصت کر کے نئی بیوی لاسکتا ہے بلکہ اس طرح گھر کی رونق بڑھانے کے لیے کسی موسم کے انتظار کی بھی شاید ضرورت نہیں ہے صرف من کی موج کافی ہے۔ لیکن یہ اعتراض وہی شخص کر سکتا ہے جو اس حقیقت سے آنکھیں بند کر لے کہ عیاش آدمی ہمیشہ غیر ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسے اپنی عیاشی سے غرض ہوتی ہے۔ وہ کسی قسم کا بوجھ اپنے اوپر لینا نہیں چاہتا چنانچہ جن لوگوں نے عیاشی کی زندگی گزارنی چاہی انہوں نے بے قید شہوت رانی اختیار کی تعدد ازواج کیا معنی ازدواجی زندگی ہی کو پسند کیا۔ اگر اسے مارے باندھے اختیار بھی کیا تو کبھی اس کے حقوق نہیں ادا کیے۔ اسلام میں ازدواجی زندگی ذمہ داروں سے گھری ہوئی ہے۔ تعدد ازواج سے یہ ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں۔ اس نے اس پر اتنی پابندیاں عائد کی ہیں اور اتنے حدود و قیود رکھے ہیں کہ بغیر کسی حقیقی ضرورت کے آدمی ایک سے زیادہ شادی کی ہمت نہیں کر سکتا۔

قانونی اقدامات

اسلام جو ذہن و مزاج پیدا کرنا چاہتا ہے وہ صحیح معنی میں پیدا ہو جائے تو عیاشانہ زندگی کو آدمی ایک لمحہ کے لیے برداشت نہیں کر سکتا۔ یہاں اس سے بحث نہیں صرف بعض ان قانونی اقدامات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اسلام نے تعدد ازواج کے سلسلہ میں کیے ہیں اس سے اندازہ ہوگا کہ اسلام نے تعدد ازواج کے ذریعہ عیاشی کی راہ کھولی نہیں بلکہ اس میں زبردست رکاوٹ پیدا کر دی ہے۔

چار کی تحدید

اسلام سے پہلے تعدد ازواج کا عام رواج تھا۔ عرب میں بھی اس پر عمل تھا۔ بعض لوگ بکثرت شادیاں کرتے تھے اور اس میں بڑی زیادتیوں کے مرتکب ہونے لگے۔ اسلام نے اسے چار تک محدود کر دیا۔ وہ تعدد ازواج کو ایک شخصی اور سماجی ضرورت کی حیثیت سے تسلیم تو کرتے ہیں لیکن کسی ایسی صورت کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے جس میں آدمی کو چار سے زیادہ

نشادیاں کرنی پڑیں۔ اسے وہ ناجائز اور حرام ٹھہراتا ہے۔ جو شخص اس حد سے آگے بڑھے اسلامی قانون اس کے خلاف اقدام کرے گا۔ اس طرح غیر محدود بیویاں رکھنے کا جو طریقہ راج ٹھہرا اس نے اس پر پابندی لگائی اور ایک حد سے آگے بڑھنے سے روک دیا۔

حکم نہیں صرف اجازت

۲۔ بعض لوگ تعدد ازواج کا اس طرح ذکر کرتے ہیں جیسے اسلام نے اسے فرض قرار دے رکھا ہے۔ اس کے کسی حکم پر مسلمان عمل کرے یا نہ کرے اس پر ضرور عمل کرنا ہے۔ ایک عورت سے اس کا کبھی جی نہیں بھرتا۔ اس کا گھر ہمیشہ چار بیویوں سے آباد رہتا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا ہے کہ یہ خیال غلط ہے کہ سارے مسلمان یا کم از کم ان کی اکثریت تعدد ازواج پر عمل کرتی ہے۔ اعداد و شمار اس کی تردید کرتے ہیں ان سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دیگر اقوام کا تناسب اس معاملہ میں مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے دوسرے یہ کہ تعدد ازواج کی اسلام نے اجازت دی ہے، حکم نہیں دیا ہے۔ اس کا منشا صرف یہ ہے کہ ضرورت پر اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس پر زندگی بھر عمل نہ ہو تو بھی آدمی گناہ گار نہ ہوگا اور اس کے تقویٰ اور دینداری میں بھی اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نتیجے یہ کہ اسلام نے تعدد ازواج کی ہمت افزائی نہیں کی، اس کی ترغیب و تشویق نہیں دی، بلکہ اس کی پیچیدہ ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تاکہ آدمی سوچ سمجھ کر یہ اقدام کرے۔ اسے محض لذت اور تفریح کا ذریعہ نہ سمجھنیے۔

چوتھے یہ کہ یہ خیال بھی غلط ہے کہ تعدد ازواج عیاشی ہی کے لیے ہوتا ہے یہ سہروردی کی بھی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ فرض کیجئے اگر کوئی جوان عورت بے نشادی شدہ رہ جائے یا بیوہ ہو جائے، اس کی معاشی ذمہ داری اٹھانے والا بھی کوئی نہ ہو اس کے ساتھ ایک شخص محض اس کی سہروردی میں دوسری بیوی کی حیثیت سے شادی کر لے تو کیا اسے غلط کہا جاسکتا ہے یا اس پر عیاشی کا الزام عائد ہوتا ہے؟

بعض قیود اور شرائط

جو شخص تعدد ازواج کی اجازت سے فائدہ اٹھا کر ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری سے شادی کرے اسلام نے اس پر حسب ذیل پابندیاں عائد کی ہیں۔

۱۔ وہ مالی لحاظ سے اس حیثیت میں ہو کہ۔

پہلی بیوی کی طرح دوسری کا بھی مہر ادا کرے۔

پہلی بیوی کے ساتھ اس کے بھی نان و نفقہ کی ذمہ داری اٹھائے اور اس کے لیے مکان فراہم کرے بعض فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر دوسری بیوی پہلی کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اسے الگ مکان مہیا کرے۔

۲۔ وہ جسمانی لحاظ سے اس قابل ہو کہ زن و شوہ کے تعلقات رکھ سکے۔ اس کی قانونی حیثیت اور

اس کے دفعہ کے بارے میں فقہاء نے بحث کی ہے۔ اس سے قطع نظر نکاح کا ایک مقصد عفت و عھمت

کا تحفظ ہے اس لیے بہت سے فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ وقف چار ماہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس

کی تائید حضرت عمرؓ کے دور کے ایک فیصلہ سے بھی ہوتی ہے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو معروف کے مطابق بیوی سے ہم بستری کرنی چاہیے۔ یہ

اس کے کھانے پینے کے نظم سے زیادہ اہم ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک چار

ماہ میں کم از کم ایک مرتبہ ہم بستری واجب ہے۔ بعض دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ اس کا انحصار

عورت کی ضرورت اور مرد کی طاقت پر ہے یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔

علامہ ابن عربی مالکی کہتے ہیں:-

اذا قدس الرجل من ماله

ومن بنيت على نكاح اربع

فليفعل واذا لم يحتل ماله

ولا يبيت في الباءة فليقتصر

سہ رد المحتار علی الدر المختار ۲/ ۹۱۲ / ۹۱۳ سہ ملاحظہ ہو المغنی لابن قدامہ ۴/ ۳۶ - ۳۷

رد المحتار علی الدر المختار ۲/ ۵۴۶ - ۵۴۷ سہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/ ۲۴۱ مطبوعہ ۱۳۵۵ھ

علی ما یقدر علیہ
صرف اتنی ہی شادیاں کرنی چاہئیں جتنی
کی وہ طاقت رکھتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مالی اور جسمانی لحاظ سے اس قابل نہ ہو کہ وہ تعدد ازواج کی اجازت سے فائدہ اٹھا سکے اسے ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

۳۔ اگر آدمی مالی اور جسمانی لحاظ سے دوسری شادی کے قابل ہو تو بھی ضروری ہے کہ وہ دونوں کے درمیان ان تمام امور میں عدل و مساوات برتے جن میں مساوات برتنا عملاً ممکن ہے۔ اس میں ننان و نفقہ، لباس، مکان اور شرب گزاری آتے ہیں۔ عدل و انصاف اسلام کے نظام معاملات کی جان ہے۔ اس نے اس معاملہ میں عدل کو اس قدر اہمیت دی کہ اگر یہ اندیشہ بھی محسوس ہو کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی موجودگی میں ان کے ساتھ انصاف نہیں ہو سکتا تو ایک ہی پر قناعت کی ہدایت کی ہے۔ فرمایا: فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً (النساء: ۳)
(اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم ان کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو)

علامہ ابو بکر جصاص حنفی کہتے ہیں کہ اگر کسی کو یہ خوف ہو کہ وہ چار بیویوں کے درمیان عدل قائم نہیں رکھ سکتا تو اسے تین ہی کرنا چاہیے، اگر اندیشہ ہو کہ وہ تین میں بھی عدل نہیں کر سکے گا تو اسے دو ہی کرنا چاہیے اور دو کے درمیان بھی عدل کا یقین نہ ہو تو صرف ایک پر اکتفا کرنا چاہیے۔
بیویوں کے درمیان عدم انصاف پر حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا كانت عند الرجل
امراتان فلم يعدل بينهما
جاء يوم القيامة و
شق ساقه
جس شخص کے دو بیویاں ہوں اور وہ ان
کے درمیان انصاف نہ کرے (اور ایک کی
طرف جھک جائے) تو وہ قیامت کے
دن اس طرح آئے گا کہ اس کے حیم کا ایک
حصہ جھکا ہوا ہوگا۔

۱۔ احکام القرآن ابن عربی ۱۳۸/۱ ۲۔ احکام القرآن۔ جصاص ۶۲/۲ ۳۔ مشکوٰۃ المصابیح
کتاب النکاح، باب القسم بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، داری

بیویوں کے درمیان ان امور میں عدل و انصاف کرنا ضروری ہے جو انسان کے اختیار میں ہیں یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ سب سے یکساں محبت بھی کرے، کسی کی طرف دل کا جھکاؤ زیادہ اور کسی کی طرف کم ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہم بستری اور مجامعت میں بھی مساوات ممکن نہیں ہے۔ اس کا تعلق طبیعت کے نشاط اور آمادگی پر ہے یہ آدمی کے بس میں نہیں ہے۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقسم بین نسائه فی عدل ویقول اللهم هذا قسمی فی ما املك فلا تلمنی فیما تملك ولا املك له
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو چیزیں تقسیم کی جا سکتی تھیں وہ اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم فرماتے اور انصاف کے ساتھ تقسیم فرماتے۔ اس کے بعد فرماتے۔ اے اللہ! جن چیزوں پر مجھے اختیار ہے ان میں یہ تقسیم میں نے کی ہے جن باتوں کا تو مالک ہے اور جو میرے اختیار میں نہیں ہیں (محبت وغیرہ) اس میں کمی بیشی ہو تو اس پر میری گرفت نہ فرما۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ آدمی محبت اور قلبی تعلق کے نام پر کسی کی طرف اس طرح جھلک جائے کہ دوسری کے ساتھ ظلم و زیادتی ہونے لگے اور وہ شوہر کے ہوتے ہوئے بھی بے شوہر کے زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے۔ قرآن صراحت کے ساتھ اس سے منع کرتا ہے۔

وَلٰكِنْ تَسْتَطِيعُوْنَ اَنْ تَعْدِلُوْا
بَيْنَ النِّسَاءِ وَكُوْحَرَضْتُمْ فَلَا
تَمِيلُوْا حُلَّ النِّبْلِ فَتَذَرُوْهَا
كَالْمُعَلَّقَةِ ﴿۱۲۹﴾ (النساء، ۱۲۹)
تم بیویوں کے درمیان، اگر چاہو بھی پورا پورا عدل نہیں کر سکتے پھر بھی کسی ایک کی طرف پوری طرح جھکنے جاؤ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو۔

۴۔ جس طرح دوسری بیوی کو وہ تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں جو پہلی بیوی کو حاصل ہیں

اسی طرح اس سے ہونے والے بچوں کو بھی پہلی بیوی کے بچوں کے مساوی حقوق ملیں گے۔ دونوں بیویوں کی اولاد کے درمیان از روئے قانون کوئی فرق نہیں ہوگا۔ ان سب کی ذمہ داری ایک بہت بڑا بوجھ ہے جو تعدد ازواج کی اجازت سے فائدہ اٹھانے کے بعد آدمی پر عائد ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا آسان نہیں ہے لیکن بعض شخصی اور سماجی حالات میں تعدد ازواج کی اجازت اس پر پابندی لگانے سے زیادہ مفید ہے۔ اس لیے اسلام نے اس کی اجازت دی ہے۔

عالم اسلام کے عظیم مفکر، مصنف، داعی اور مجاہد نبی سید المرسلینؐ کے مقبول ترین شہیدوں کی معرکتہ آرا تصنیف

فی ظلال القرآن

- علمی و فکری تفسیر۔ علمی و فکری انداز میں فہم قرآن کی راہیں کھولتی ہے۔
- سائنٹفک تفسیر۔ سائنسی معلومات کو قرآنی حقائق کی توضیح و تفہیم کے لیے استعمال کرتی ہے۔
- دعوتی تفسیر۔ اسلام، اسلامی نظام اور اسلامی اقدار کی طرف موثر دعوت دیتی ہے۔
- تحریکی و انقلابی تفسیر۔ تحریک اسلامی اور اسلامی انقلاب کے لیے ذہنوں کو تیار کرتی ہے۔
- تربیتی تفسیر۔ فرد اور جماعت کی تربیت و تزکیہ کے لیے بہترین سامان فراہم کرتی ہے۔
- ادبی تفسیر۔ قرآن مجید کے ادبی حسن اور اعجاز کو جدید پیرائے میں واضح کرتی ہے۔

پیارے علامہ کی تفسیر فی ظلال القرآن کا اردو ترجمہ ان سید حامد علی

ترجمہ کے ساتھ مفید حواشی • قرآن مجید کا سلیس، روان اور پُر اثر ترجمہ
• حسیہ کتابت • آفسٹ کے نفیسے طباعت • عمدہ کاغذ بلے سائز

کے ۵۰۰ سے زائد صفحات - مضبوط خوبصورت جلد

ہدیہ صرف ۴۰ روپے

ہندوستان پبلی کیشنز پبلی کیشنز قاسم جان - بلیماران - دہلی ۱۱۰۰۰۶